بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور پاکستان

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ نومبر ۱۹۹۵ء

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ پشاور

آپ اپنے مقدس دین کیلئے کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

جامعہ کے سالانہ اخراجات کئی لاکھ ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ جیسے مخلص مسلمانوں کی توجہات سے پورے ہو سکتے ہیں آپ اس گلشن نبوت کی آبیاری اپنی صوابدید پر مندرجہ ذیل صورتوں میں کر سکتے ہیں۔

کسی ایک طالب علم کے اخراجات کے تکفل کی کلی یا جزوی ذمہ داری قبول کریں تاکہ آپ کی حلال کمائی سے گلشن نبوت کا ایک پھول اپنی لطافت کی داد پا سکے۔

کسی ایک استاذ ملازم کی تنخواہ یا بجلی اور سوئی گیس کے ماہانہ اخراجات کے بل کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائیں۔

اپنی زکواۃ صحیح مصرف میں دیانت کے ساتھ خرچ کرنے کے لئے جامعہ کے مطبخ کے اخراجات میں ماہانہ یومیہ مصارف اور یا کسی ایک جنس (آٹا، گھی، گوشت، چینی، دودھ) کی ذمہ داری اٹھائیں۔

جامعہ کے کتب خانہ کے لئے نصابی اور غیر نصابی کتابیں خرید کر دائمی ثواب کمانے کے لئے دربار خداوندی میں مستقل کھاتہ کھول دیں۔

جامعہ کی تعمیراتی منصوبوں میں حصہ لے کر کوئی ایک کمرہ یا درسگاہ بنائیں، یا جزوی طور پر اینٹ سیمنٹ، سریا، جنس کی صورت میں خرید کر تعاون کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔

یا جامعہ کے توسیعی منصوبہ میں دل کھول کر کنال دو کنال زمین خریدنے کے لئے مدد کریں۔

ترسیل زر کا پتہ۔ مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر
اکاؤنٹ نمبر [illegible] حبیب بنک پشاور صدر

منجانب:۔ شعبہ مالیات جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

نومبر ۱۹۹۵ء

...عصر

پشاور

پاکستان

جلد نمبر ۱ شارہ نمبر ۱۱

...س ادارت

• - سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

• - مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن

...ب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

مفتی فضلِ خالق

...ل اشتراک

... روپے

...ینکس ۔/۶۰

...ک ۱۰ ڈالر

...ابطہ

۰۵۲۱-۲۷۲۵۶۱۱

۰۵۲۲۹-۷۶۱

...ت:

...العصر پوسٹ بکس نمبر ۴۰۹

...عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

...ی زر:

...العصر اکاؤنٹ نمبر ۸۸

...یشنل بینک

...ہدرو ڈ پشاور صدر

...فتی غلام الرحمن

...رحد پریس پشاور

...ت جامعہ عثمانیہ نزد

...فان زرتیہ نمبوڈ پشاور صدر

فہرست مضامین

بنیاد پرستی کی آگ طالبان کی شکل میں	مدیر مسئول	۲
احیاء اسلام کی کوشش	مفتی غلام الرحمن	۵
پیمانہ علم	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۱۲
زخم کی پٹی پر مسح کا مسئلہ	مفتی غلام الرحمن	۱۷
اسوہ حسنہ	محمد انوار خان پٹھان	۲۰
عصمت انبیاء کرام	ڈاکٹر محمد عمر	۲۷
تعارف و تبصرہ کتب	مولانا ذاکر حسن نعمانی	

بنیاد پرستی کی آگ

مدیر مسئول

اخباری اطلاعات کے مطابق گذشتہ ماہ کے آواخر میں پاک فوج کے ایک میجر جنرل ایک کرنل اور ایک بریگیڈیئر سمیت تین درجن سے زائد فوجی آفیسر گرفتار کئے گئے ہیں۔ تین ہفتوں تک گرفتاری صیغہ راز میں رہی لیکن گذشتہ ہفتہ راز فاش ہو جانے کے بعد سے یہ مسئلہ ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کا موضوع بحث بنا ہوا ہے اصل واقعات سے بے خبری قیاس آرائیوں اور حکومتی ذرائع کے غیر اطمینان بخش بیانات کی وجہ سے معاملہ مزید پیچیدہ شکل اختیار کرگیا ہے ابھی تو آئین کے آرٹیکل 199 کے سہارے یہ معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچ گیا ہے۔ آگے کیا ہوتا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ پاک فوج بلاشبہ ہمارا قابل فخر سرمایہ ہے اس کے نظم وضبط، شجاعت، بہادری کی داستانوں کی وجہ سے ہماری تاریخ زندہ ہے سخت سے سخت امتحان میں کبھی قوم کو مایوس نہیں کیا جان کی قربانی دیکر ملک وقوم کی حفاظت کی اس لئے دفاعی یا انتظامی نقطہ نظر سے اس کے اپنے قواعد وضوابط ہیں جن کی وجہ سے اس ادارہ کا وجود قائم ہے فوج کی اعلیٰ قیادت، ہائی کورٹ کی طرف سے کوئی اطمینان بخش بیان سامنے آنے سے قبل اس کے اسباب و عوامل یا پس منظر کے تجزیہ میں الجھنا شاید قومی مفاد میں نہ ہو۔ اصل حقائق جاننے کے لئے ہمیں ان اداروں کے بیانات کا انتظار کرنا ہوگا کہ کیا یہ اقتدار حاصل کرنے کی خواہش تھی یا حکومت وقت کے بعض قومی مسائل سے متفق نہ ہونے کا نتیجہ ہے اور یا پھر اندرون ملک معاشی بحران، معاشرتی زبوں حالی، بدامنی اور دوسری کمزوریوں کا رد عمل ہے یا یوسف رمزی کی داستان کا اعادہ ہے۔ لیکن تاحال اخباری بیانات کی رو سے جو تجزیئے کئے گئے ہیں۔ اور ان پر جو رد عمل سامنے آیا ہے اس سے ہمارے معاشرہ کے بعض ذمہ دار اداروں اور اشخاص کی ذہنی عکاسی ہوتی ہے۔ تجزیہ نگاروں کی زیادہ تر رائے یہ ہے کہ گرفتار شدہ گان آفیسرز کے ذہنی تشخص مذہبی سرگرمیوں اور دینی اقدار سے ان کی وابستگی کو بنیاد قرار دیکر اسلامی انقلاب لانے کی کوشش کے جرم میں انکو گرفتار کیا ہے ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ بنیاد پرستوں کے حامی ہیں۔ اور ملک میں مسلح انقلاب لانے کی کوشش میں مصروف ہیں چنانچہ ایک مقتدر وفاقی وزیر

Scanned with CamScanner

وہ مذہبی جنونی ، تنگدل ، تنگ نظر اور بنیاد پرست ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے
ر لیا ہے ۔ کہ مذہبی جنونی جس شعبے میں ہونگے ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ان
نے اپنی جنونیت ، تنگ نظری اور تنگ دلی سے ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے ۔ (نوائے
23 اکتوبر 1995ء)

اری اور مذہب وعقیدہ سے دلی لگاؤ رکھنے کو موجب الزام ٹھہرانا آج کی اصطلاح نہیں ۔
خیرالقرون کے دور سے دین سے نابلد اور مذہب وعقیدہ سے ناواقف لوگوں کا وطیرہ رہا
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاداری اور جان نثاری کو دیکھتے ہوئے منافقین نے ان کو
منا" جیسے القاب سے پکارا۔ درحقیقت جن لوگوں کو مذہب وعقیدہ کی قیمت معلوم نہیں وہ
چارے ایسی طعن و تشنیع میں معذور ہیں نہ معلوم ان لوگوں کو اسلام کے بارے میں اتنا
ب کیوں ہے ۔ اگر یورپ کرہ ارض پر اسلام کی عظمت اور ترقی برداشت نہ کرتے ہوئے
ام دشمنی میں غلیظ پروپیگنڈا کرے ۔ تو ان سے توقع ہی یہی ہے لیکن مسلمان ایسی اصطلاح
ان کے لکیر کے فقیر کیوں بن رہے ہیں ؟

یب منطق ہے کہ انکے ہاں تو قانون کی پاسداری اس پر سختی سے کاربند رہنا کمال اور طرہ
یاز ہے ۔ لیکن مسلمان کا مذہب وعقیدہ پر کاربند رہنا بنیاد پرستی اور مذہبی جنون کے دائرہ
آ کر موجب عتاب ہے ۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کا ہر سپاہی بنیاد پرست ہے بلکہ
لامی فوج کے ہر سپاہی کا تشخص بنیاد پرستی ہے ۔ مذہب و عقیدہ سے جتنی وابستگی ہوگی ۔
لگاؤ ہوگا اتنا ہی وہ قوم وملک اور ملت کے لئے قربانی پیش کریگا۔ پاکستانی فوج الحمد اللہ دین
ر مذہب وعقیدہ کی محبت سے سرشار ہے ایمان ، تقویٰ ، جہاد فی سبیل اللہ اسکا ماٹو ہے یہی
ں کی پہچان ہے ۔ ہندوستان کے مقابلہ میں اس کا قابل فخر ہتھیار بنیاد پرستی ہے اگر امریکہ کی
شنودی کے لئے فوج سے دینی عناصر کو نکالا گیا۔ تو یہ بالواسطہ طور پر ہندوستان سے تعاون
مترادف ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی فوجی اور سپاہی کو غیر مسلح کرکے میدان میں
ن کے مقابلہ کے لئے بھیجا جائے امریکہ یہی چاہتا ہے کہ ہماری فوج کرایہ کے سپاہی بنے وہ
ں چاہے اس کو استعمال کرے اس میں کوئی رکاوٹ اور مانع نہ ہو اور ظاہر ہے کہ جب
فوج میں یہ بنیاد پرست موجود ہوں ۔ امریکہ ہماری فوج کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال
کر سکتا ہے ۔ جس کا مشاہدہ وہ عراق کی جنگ میں کر چکا ہے ۔ بنیاد پرستی کی وجہ سے

Scanned with CamScanner

ہماری فوج آج خود کو ملک وقوم اور مذہبی سرمایہ کا محافظ سمجھتی ہے خدانخواستہ اگر دلوں سے یہ جذبہ نکالا گیا۔ تو امریکی مفاد کی خاطر شعائر اللہ (بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ وغیرہ) پر حملہ کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جائے گی۔ ولا فعلھا اللہ۔ ممکن ہے بعض بیانات کی وجہ سے کچھ آفیسر اپنے عہدے کے تحفظ اور نوکری بچانے کے لئے علانیہ طور پر نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ دینی شخصیات سے وابستگی کو خیرباد کہہ دیں۔ (جیسا کہ ارباب اقتدار کی خوشنودی کے لئے ہوتا رہتا ہے جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں کچھ لوگ صرف دکھلاوے کے لئے بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھے گئے تھے) لیکن ان کی تعداد بہت محدود ہوگی ان مسلمانوں کے ضمیر کا سودا مہنگا پڑیگا جو مذہب وعقیدہ کو اپنی زندگی کا متاع گراں سمجھتے ہیں۔ البتہ ایسے اقدامات سے فوج کی وحدت پارہ پارہ ہوگی۔ مذہب وعقیدہ کھیلنا ایسا تلخ تجربہ ہوگا۔ جس سے نکلنا ممکن نہیں اگر واقعی یہ اعلیٰ فوجی افیسر اسلامی انقلاب کے خواہاں تھے تو پھر فوج میں کسی تطہیر کی بجائے ملک کے نظام حکومت پر توجہ دینی چاہئے۔ اور اس نظام کو تبدیل کرنے کے لئے اقدامات ہونے چاہئیں۔ ورنہ بنیاد پرستی کی یہ آگ اگر واقعی اندرون خانہ سلگ رہی ہے تو پھر چند فوجیوں کے پکڑنے سے یہ آگ کبھی نہیں بجھے گی بلکہ یہ شعلہ جوالہ بن کر بے دینی کے اڈوں کو خاکستر بنادے گی۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں

جفا کی تیغ سے گردن وفاشعاروں کی
کٹی ہے برسرمیداں مگر جھکی تو نہیں

والعصر ان الانسان لفی خسر○

سمیع الرحمن
۷/۶/۱۶ء

طالبان کی شکل میں احیاء اسلام کی عظیم کوشش

آخری قسط

ں کی روز مرہ فتوحات سے انکی سیاسی قوت ناقابل انکار حقیقت بنتی جارہی ہے اب تو ہر روج "طالبان" کے لئے ایک نئی سیاسی کامیابی کی نوید لیکر طلوع ہوتا ہے ہرات کی فتح طالبان "ایک نئے جذبہ سے کامیابی کی راہ پر گامزن ہیں اور آج کل کابل کے دروازے ی دیکر انشاء اللہ تعالیٰ دارالخلافہ میں داخلہ کی پوزیشن میں کھڑے ہیں۔ وہ قوتیں جو ابھی طالبان" کی طاقت سے تجاہل عارفانہ اختیار کئے ہوئے تھیں۔ یا انکی کامیابیوں کو وقتی ری فوجوں کی شکست کو حکومت کی جنگی چال سمجھ رہی تھیں۔

ی ہاں میں ہاں ملا کر ساتھ دے رہی ہیں۔ حکومتی زعماء اپنی سیہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور پاکستان سے تعلقات خراب کرنے کے نتیجہ میں اقت علیہم الارض بمارحبت" کا مصداق بن کر جائے پناہ کی تلاش میں

ن اور اسرائیل گٹھ جوڑ کے اثرات :-

ن کی موجودہ حکومت پاکستان دشمنی میں اندھی ہو کر ہندوستان کے ساتھ قریب سے ز ہونے کی کوشش میں ہے اور یہ خطرے کی گھنٹی ہے۔ پاکستان کے ازلی دشمن ن سے افغانستان کی دوستی پاکستان کے حق میں صرف نقصان وہ ہی نہیں بلکہ ہماری پالیسی کی ناکامی کی دلیل ہے کہ ہم دیدہ ودانستہ اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے جیتی ہوئی ہار رہے ہیں۔ وہ ملک جس کی آزادی میں ہم نے جان کی بازی لگائی آج ہم اسے دشمن کیمپ میں دھکیل رہے ہیں۔ لیکن داخلی اعتبار سے اسرائیل اور ہندوستان سے افغان ن کا گٹھ جوڑ "طالبان" کے حق میں اچھی فضاء پیدا کررہا ہے۔ غیر مسلم مشیروں اور ں کے مقابلہ میں "طالبان" کا جو جذبہ جہاد ہوگا وہ ربانی فوج کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے پیدا نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے آج وہ طاقتیں بھی "طالبان" کے حق میں زندہ باد کا نعرہ لگا رہی ہیں جو کل تک "طالبان" کو شاہ پرستوں کا ٹولہ کہہ رہی تھیں۔ گویا ہندوستان سے روابط

Scanned with CamScanner

جذبہ جہاد کی آبیاری اور عوامی ہمدردی کے حصول کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ پاکستان کے لئے ایک بڑے امتحان سے کم نہیں کیونکہ اگر خدانخواستہ "طالبان" ناکام ہوئے اور موجودہ حکومت برقرار رہی تو ہماری مغربی سرحدیں پھر غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ اور ہماری دفاعی قوت تقسیم ہو جائے گی۔

"طالبان" کی فتوحات کے اثرات

"طالبان" کی خلاف توقع کامیابی و پیش قدمی افغان ملت کے لئے خوشی کا پیغام ہے مدتوں سے مصائب میں گھری ہوئی قوم کو اس میں کامیابی کی وہ تصویر نظر آرہی ہے۔ جس کے لئے اس غیور قوم نے پندرہ لاکھ نفوس کی قربانی پیش کی تاکہ اس سے دین دشمنی کے اڈے ختم ہونگے۔ افغانستان میں اسلام کے عادلانہ نظام پر مبنی حکومت قائم ہو۔ تحریک "طالبان" کی کامیابی کی صورت میں انہیں اپنی قربانیوں کا صلہ اور خوابوں کی تعبیر نظر آرہی ہے۔ لیکن تحریک "طالبان" کی وجہ سے پاکستان کے لئے نت نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ افغان حکومت جس پر نزع کی حالت طاری ہے اپنا تمام تر غصہ پاکستان پر نکال رہی ہے وہ اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ یہ افغان حکومت کے خاتمہ کی منظم تحریک ہے۔ جس کی پشت پر پاکستان کھڑا ہے اور پاکستان ہی اس تحریک کو اسلحہ اور تجربہ کار جنگجو دے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "طالبان" نے جب ہرات پر قبضہ کر کے حکومت کابل کو زبردست مشکلات سے دوچار کیا تو افغان حکومت نے پاکستان کے سفارت خانے کو آگ لگوا کر پورے عملے کو زدوکوب کروایا اور سفارت خانے کے ایک اہلکار کو قتل کرا دیا۔ یہ ایسی حرکت تھی جس کی توقع دشمن سے بھی نہیں کی جاتی۔ چہ جائیکہ ایسی قوم یہ حرکت کرے جو پندرہ سال تک پاکستان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ ربانی حکومت کی یہ غیر انسانی اور غیر اخلاقی حرکت خود اس کے رفقاء کو مہنگی پڑی۔ چنانچہ چند دنوں سے یہ خبریں شائع ہو رہی ہے کہ ربانی کے ہم خیال لوگوں کو پاکستان سے نکلنے کے نوٹس مل رہے ہیں۔ حال ہی میں افغان سفارت خانے کے اہلکاروں کو ناپسندیدہ شخصیات قرار دیکر نکال دیا گیا ہے۔ بہر حال ربانی حکومت کی یہ احسان فراموشی "طالبان" کی فتوحات کا رد عمل ہے معلوم نہیں کہ افغان حکومت کی یہ ناعاقبت اندیشی مستقبل میں اور کیا رنگ لائے گی۔ لیکن فی الحال افغانستان کا پاکستان سے تعلقات بگاڑنا افغان قوم کے ساتھ ناقابل

ظم اور یمین مذاق ہے۔ جب تک "طالبان" کو مکمل فتح حاصل نہ ہو اس وقت تک
ے بڑے امتحانات بھی پیش آسکتے ہیں۔ اس لئے پاکستان کو وسعت ظرفی سے کام لینا

...بان" کا مستقبل

...حالات کی روشنی میں بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے "طالبان" افغانستان کی سب سے ...ت ہیں کہ "طالبان" کا مستقبل فتوحات کے میدان میں درخشاں نظر آرہا ہے ان سطور ...ے وقت "طالبان" دارالخلافہ سے چند میل کی مسافت پر ہیں۔ عبدالرشید دوستم اور ...ر حکمت یار گروپ حکومت کی مخالفت میں بادل ناخواستہ "طالبان" کی تائید کر رہے ...اسلامی ...ناموَر قومندان آئے دن ربانی اور اس کے ہم خیالوں کو خیرباد کہہ کر "طالبان" سے مل ...ہیں چنانچہ آج افغانستان میں حکومت اور "طالبان" ہی دو قوتیں ہیں جو باہم برسرپیکار ...لیکن "طالبان" کے کابل پر قبضہ کے بعد کیا افغانستان کو سالہا سال کی جنگ سے نجات ...ئے گی۔؟ اثبات میں اس کا جواب دینا قبل از وقت ہے۔ دارالخلافہ پر قبضہ سے ...ن" کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ لیکن پوری افغان قوم کا ان پر متفق ہونا یقیناً" مشکل ...ب روس جیسے دشمن کے مقابلہ میں انہوں نے سات جماعتوں میں بٹ کر اتفاق واتحاد کا ...نہیں دیا۔ تو ابھی ان کا ایک جھنڈے کے نیچے متحد ہونا صرف مشکل نہیں بلکہ ناممکن ...یسے بھی حزب اختلاف کا وجود کسی حکومت کا جز ولاینفک ہے لیکن افغانستان کے ...سالہ گوریلا جنگ سے ان کا ایسا مزاج بن گیا ہے۔ جہاں پر اختلاف رائے ذاتی دشمنی ...بدتر جرم سمجھا جاتا ہے اپنی رائے حرف آخر سمجھتے ہوئے مخالف کی رائے کو اسلام دشمنی ...ل کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ افغان قوم کے مختلف گروپوں کے پاس ...نک اسلحہ کے یہ ڈپو موجود ہیں وہاں امن قائم ہو جائے گا۔ الا یہ کہ موجودہ نسل ختم ہو ...ئندہ نسل کوئی نیا کارنامہ سرانجام دے۔ تاہم "طالبان" سے جو توقعات وابستہ ہیں وہ ...دوں سے نہیں رکھی جاسکتیں۔

...لبان" کی چند مشکلات

Scanned with CamScanner

"طالبان" میدان جنگ کے آزمودہ سپاہی ضرور ہیں گوریلا جنگ میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ البتہ ہم نے دورے میں ان کے اندر انتظامی صلاحیتوں کی کمی محسوس کی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جنگ کے دوران "طالبان" نے ہمیشہ کے لئے میدان کارزار کے مصائب کو دفتری پر تکلف زندگی پر ترجیح دی عموماً یہی دیکھا جاتا کہ "طالبان" کو جب بھی موقعہ ملتا تو میدان جنگ میں کود پڑتے۔ روس سے مقابلہ کے دوران دفاتر پر وہ لوگ قابض رہے جنہوں نے میدان جنگ کا نقشہ صرف ویڈیو میں دیکھا یہی وجہ ہے کہ دفاتر والوں نے اس وقت ادھر ادھر سے بہت کچھ سمیٹا اور ابھی پر تعیش زندگی گزار رہے ہیں۔ "طالبان" سے کسی وابستگی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اس لئے طالبان کے دفتری نظام میں خامیاں پائی جاتی ہیں تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کمزوری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ "طالبان" کی دوسری کمزوری ان کا جذباتی رد عمل ہے مخالفین کے ساتھ کسی مصلحت سے کام لینے کے بجائے ہمیشہ کے لئے سختی برتتے ہیں اگر کسی کی طرف کوئی جرم منسوب کردیا جاتا ہے۔ تو اس پر کوئی غور وفکر یا مختلف ذرائع سے اس کی حقیقت تک پہنچنے کے بجائے فوراً اقدام کے قائل ہیں لوگر سے چند میل کے فاصلہ پر "قلنگار" کے ایک ہوٹل میں چند لوگوں کے مکالمہ سے ہمیں اندازہ ہوا کہ ایک شخص اپنے کسی دشمن سے انتقام لینے کے لئے آسان طریقہ یہ اپنا سکتا ہے۔ کہ "طالبان" کو یہ اطلاع دے دے کہ اس کے پاس اسلحہ ہے شکایت پر "طالبان" کسی تحقیق و تفتیش کے بغیر اس پر ہاتھ ڈالتے ہیں اس جلد بازی کے اچھے نتائج نہیں نکلتے چنانچہ کئی جگہ ایسی اطلاعات میں کوئی صداقت نہیں پائی گئی۔ اور بدنامی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ "طالبان" کو حالات کی سازگاری کے لئے صبر آزما مراحل سے گزرنا ہو گا۔ بلاشبہ افغانستان میں تدین زیادہ ہے لیکن شاہی دور میں کمیونسٹوں کو کھلی اجازت اور بعد ازاں روسی یلغار کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں میں مردوزن کے بے جا اختلاط پر قابو پانا آسان نہیں اس کو کنٹرول کرنے کے لئے مستقل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ "طالبان" ایسے امور میں بھی کسی مصلحت کے قائل نہیں دوران سفر ہمیں بتایا گیا کہ بازار میں کوئی عورت مرد کے بغیر نہیں نکل سکتی۔

سنا ہے کہ ہرات کی فتح کے بعد "طالبان" نے لڑکیوں کے مکاتب اور سکول بند کرنے کا حکم دیا ہے ممکن ہے کابل کی فتح کے بعد طالبان دوسرے شہروں میں ایسے اقدامات کریں لیکن اس

Scanned with CamScanner

"طالبان" کو بے شمار مشکلات پیش آسکتی ہیں ۔ اس لئے طالبان کو چاہئے کہ ان کو بند
کرنے کے بجائے ان کی اصلاح کریں ۔ٹی وی یا دوسری ایسی چیزیں جن سے عوام کی اکثریت
متاثر ہو ان کی اصلاح کی جائے تو یہ زیادہ موثر ثابت ہوگا۔

قابل توجہ امور

"طالبان" کو یہ طے کرلینا چاہئے کہ ہمارا مقصد صرف اقتدار پر قبضہ نہیں ربانی حکومت کا خاتمہ
جہاد نہیں ۔ اگر صرف اس لئے محنت ہو رہی ہے کہ ربانی حکومت ختم ہو جائے تو یہ
قوم کے ساتھ ایک اور بڑا ظلم ہوگا۔ بلکہ ان کا مطمح نظر اسلامی خلافت کا قیام ہونا چاہئے
بھی یقین ہے کہ سو فیصد خلافت راشدہ کا نمونہ پیش کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن
۔ یہود کی منصوبہ بندی سے پوری دنیا آج سود کے جس دلدل میں پھنسی ہوئی ہے اس
مکمل اسلامی اصول کے مطابق حکومت چلانے کے لئے کوئی صورت نکالنا جوئے شیر لانے
مترادف ہے۔ پھر بھی مالا یدرک کلہ لایترک کلہ کے مطابق حتی المقدور اپنی
داری کا احساس ضرور ہونا چاہئے۔

کے بعد اندرون ملک کیمونسٹوں کی باقیات سے مقابلہ ہوگا۔ علاوہ ازیں وہ لوگ جو پندرہ
تک جہاد کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے اور اس کی شکست وریخت کے بعد پورے
افغانستان پر بلاشرکت غیرے اقتدار کے خواب دیکھ رہے تھے ۔ آج ان کو "طالبان" کا یہ بظاہر
ثباتی وجود اور ان کی غیر متوقع کامیابی گوارا نہیں لیکن ان کو بھی ساتھ لیکر چلنا ہوگا ۔ یہ
ضروری نہیں کہ تمام مسائل بندوق کی نوک پر حل ہوں اس سے حالات بگڑ سکتے ہیں طالبان
اس وقت بین الاقوامی مقابلہ کے کھلاڑی ہیں ان کو اپنی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے اور اپنی
کی قیمت سمجھنی چاہئے ۔بین الاقوامی سٹیج سے ان کی آواز کسی شخص یا قوم کی آواز نہیں
یہ ملت اسلامیہ کی ترجمانی سمجھی جائے گی اس لئے کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جس سے
دشمنان اسلام کو بین الاقوامی میدان میں پروپیگنڈے کے مواد میسر ہوں خدا نہ کرے کہ طالبان
کی کسی غیر سنجیدہ اقدام سے پورے نظام اسلام کے مقدس دامن پر دھبہ لگے۔

تنازعات کے تصفیہ میں کسی جزئیہ پر اکتفاء بجائے صحیح اصول وقواعد کو مدنظر رکھنا
چاہئے اس کے لئے ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نظریاتی کونسل کی محنت اور دوسرے اسلامی

ممالک سے استفادہ کرنا شاید مفید ثابت ہو۔ حدود وقصاص میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ کسی غیر معیاری اور قضا کے اصولوں کے اعتبار سے کمزور فیصلہ پر محض اس لئے کارروائی ہو کہ لوگوں کے سامنے نظائر آ جائیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے زیادتی کے علاوہ اسلامی نظام دنیا میں بدنام ہوگا۔ جس سے پوری دنیا میں اسلامی تحریکیں متاثر ہونگی۔

افغانستان میں اسلحہ کے انبار توجہ کے لائق ہیں روس نے اتنا اسلحہ چھوڑا ہے جو مدتوں کے قتل ومقاتلہ کے لئے کافی ہے۔ افغانستان کا ہر گھر بھاری اسلحہ سے بھرا پڑا ہے۔ طالبان کا یہ اقدام قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے لوگوں سے اسلحہ اکٹھا کرکے نہتا کر دیا ہے۔ اگرچہ اس سے اکثر بھاری اسلحہ زیر زمین چلا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی لوگوں میں اسلحہ کی نمائش کی جرات نہیں ہے تاہم سرکاری اسلحہ صفائی اور مرمت کا محتاج ہے شین ڈھنڈ، بگرام اور مزار شریف کے جنگی ہوائی اڈے پر اب بھی ہیلی کاپٹر اور دوسرے جنگی جہاز کافی تعداد میں کھڑے ہیں۔ تاحال طالبان کے قبضہ میں شین ڈھنڈ کا اڈہ ہے لیکن دوسرے مقامات پر بھی جنگی جہاد اور اسلحہ کے ذخیرے موجود ہیں۔ خوست کے ایئرپورٹ پر ہم نے درجنوں جہاز دیکھے جو خراب اور بیکار کھڑے ہوئے تھے ادنیٰ توجہ اور مرمت سے ان میں کئی جہاز قابل استعمال بنائے جاسکتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا۔ کہ یہاں پر ایک سو چالیس جنگی جہاز تھے روس کا کوئی جہاز جب اس ایئرپورٹ پر اترتا۔ تو سامنے تورغر سے مجاہدین کی گولیوں کا نشانہ بنتا۔ جس کے بعد اس میں پرواز کی طاقت باقی نہ رہتی اکثر جہاز ایسے تھے۔ جن کی معمولی مرمت کی ضرورت تھی۔ لیکن نام ونہاد مجاہدین اس کو سکریپ بنالیتے اور فروخت کر دیتے۔ ان سے بچے ہوئے جہاز ہم نے دیکھے جو اب بھی ایئرپورٹ پر کھڑے تھے ان میں سے بھی چار پانچ جہازوں کے علاوہ دوسروں کی حالت ابتر تھی ہمیں بتایا گیا کہ ایک دفعہ پاکستان کو F-16 جہاز میں کسی پرزہ کی ضرورت پڑی۔ مارکیٹ میں اس کی قیمت کئی لاکھ روپے تھی۔ لیکن ایک پاکستانی انجنیئر کو یہ پرزہ لاہور میں افغانستان سے لائے ہوئے سکریپ میں صرف پچیس روپے میں ملا۔ ایسے ہی لوگر کے قریب نصب شدہ ریڈار کی مشینری کی حالت قابل رحم تھی۔ کروڑوں روپے کے یہ قیمتی ہتھیار، کھلونے بنے ہوئے تھے۔ اگرچہ "طالبان" نے ایسے مقامات پر حفاظتی بندوبست کیا ہے لیکن اس پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اگر افغانستان کے سکریپ کے لئے خود اندرون ملک کارخانے بنائے جائیں۔ تو اس سکریپ سے ملک کے کئی نئے

مل ہو سکتے ہیں۔

ں "کو اپنی افرادی قوت کی طرف توجہ دینی بھی ضروری ہے۔ طالبان آج تک غیر
ین معرکہ میں شریک کرنے سے کتراتے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ تمام تر
و اس کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچے۔ لیکن اس میدان میں کئی مشکلات پیش آ
ی طالبان میں اکثر ایسے ہیں جو کابل کی فتح کے بعد دوبارہ مدارس کی طرف متوجہ ہونگے
یں۔ طالبان معاملہ نے کچھ طول پکڑا تو ممکن ہے کہ طالبان اسکا انتظار کئے بغیر کتاب ہاتھ میں لیکر
ں کا رخ کریں۔ اس لئے اگر "طالبان" قوم کے مخلص اور دیندار لوگوں کو اس میں
ں کا موقعہ دیں۔ تو شاید اس میں مزید فعالیت اور قوت پیدا ہو۔ اور آفرادی قوت کی
ی جو فکر ابھی "طالبان" کے قائدین کو دامن گیر ہے۔ اس سے چھٹکارا ملے۔

"طالبان" کے خورد و نوش کے موجودہ نظام کا تسلسل اور بقاء مشکل ہے۔ اس لئے ان
نخواہ اور دوسری ضروریات کی تکمیل کے لئے مالی نظام کا استحکام توجہ کا محتاج ہے۔ نظام
یا وصولی کے دوسرے ذرائع میں باقاعدگی پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خدا کرے
طالبان کی یہ محنت پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور پوری دنیا میں اسلامی تحریکوں کی
ی کا ذریعہ ہو۔

ماہنامہ العصر اسلامی حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے مسائل پر آزادانہ تحقیق کا حامی ہے تاہم مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں العصر کے صفحات آپ کے علمی تحقیق اور معیاری مقالہ جات کے لئے حاضر ہیں۔

پیمانہ علم

دیوبند مسالک

مولانا ذاکر حسن نعمانی

علم کیف اور صفت ہے۔ ایک روشنی ہے۔ اپنے قیام اور بقاء میں غیر کا محتاج ہے علم جس کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ علمی کتابوں کے انبار علماء کرام کے مرہون منت ہیں۔ گویا علم کا اصل بسیرا عالم کا دل و دماغ ہے۔ جس طرح بعض اشیاء کی تعریف بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ بالکل اسی طرح علم کو تعریف کی حدود میں مقید کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اگرچہ علم کی تعریفیں کی گئی ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت کو جچی تلی تعریف کے ذریعہ پانا ناممکن ہے۔ جس طرح مٹھاس اور خوشبو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکتا صرف وجدان کے ذریعے ان اشیاء کا احساس اور ادراک حاصل ہوتا ہے۔ علامہ محب اللہ بہاری منطق کی کتاب سلم العلوم میں علم کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ "والحق انه من اجلى البديهيات كالنور والسرور نعم تنقيح حقيقته عسير جدا"

یعنی علم بالکل واضح حقیقت ہے جیسے نور اور سرور (خوشی) نور محسوسات میں سے ہے اور سرور وجدانی چیز ہے۔ باوجود اتنا واضح ہونے کے اس کی حقیقت جاننا بہت مشکل ہے۔ یعنی تعریفات کے حدود میں نہیں آسکتا۔ علم ایک روشنی ہے۔ اندھیرے میں چلتے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں ٹارچ ہو تو اس کو صحیح اور غلط راستے کا اندازہ لگتا ہے۔ لیکن خود یہ روشنی کیا ہے؟ یہ ایک واضح اور صاف حقیقت ہے اگر کوئی شخص اس روشنی کی حقیقت کو الفاظ کے ذریعے اجاگر کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اس طرح علم جس کے ساتھ قائم ہے (عالم) اس کو دنیوی و اخروی راستے کے اتار چڑھاؤ سے باخبر رکھتا ہے۔

اس علم کی کمی زیادتی کیسے معلوم ہوگی۔ اس کے ماپنے کا آلہ موجود نہیں۔ جس کے ذریعے کسی کا علم معلوم کیا جائے۔ کہ فلاں عالم کا علم کتنا ہے۔ فلاں عالم بہت زیادہ علم رکھتا ہے ہاں اس کے کچھ آثار ہیں جس سے اندازہ لگانا آسان ہوتا ہے۔ تدریس، تصنیف، تقریر اور گفتگو سے کسی کے علم کی زیادتی اور کمی معلوم کی جاسکتی ہے۔

علم کی فضیلت :۔ مطالعہ، تدریس اور تصنیف سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ علم کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان کے جہل میں کمی آتی ہے۔ لیکن جہل ختم نہیں ہوتا کیونکہ انسان میں اصل جہالت ہے۔ جو لامحدود ہے۔ علم حاصل کرنے سے اس جہل کی تاریکی میں

آتی ہے۔ لیکن یہ تاریکی مکمل طور پر ختم نہیں ہوتی۔ ہر عالم کے علم سے اس کا جہل زیادہ ہوتا ہے۔ آدمی کتنا بڑا عالم بن جائے پھر بھی اس کو لاتعداد مسائل اور باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن یہ علم کی فضیلت اور شرافت ہے کہ نصابی علم حاصل کرنے کے بعد لوگ اس کو عالم کہتے ہیں اور جاہل نہیں کہتے حالانکہ جہل علم سے زیادہ ہوتا ہے۔

علم کی درجہ بندی :- دنیاوی علم ہو یا دینی دونوں میں درجہ بندی ہے۔ دونوں کے لئے عمر نصاب مقرر کرتے ہیں۔ زمانے کے تقاضوں کے مطابق ان میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔ قرآن مجید کے نسخے میں اور احادیث میں رد و بدل نہیں ہوتا۔ ہاں قرآن مجید سیکھنے کے لئے کسی تفسیر کے انتخاب میں رد و بدل ہو سکتا ہے۔ اسطرح احادیث سیکھنے کے لئے احادیث کی مختلف کتابوں میں کبھی ایک کتاب پڑھنے کو تجویز کی جاتی ہے کبھی دوسری۔

عصری علوم میں درجہ بندی اس طرح ہے۔ پرائمری، مڈل میٹرک، انٹر، گریجوایشن، ماسٹر، ایم فل اور پی، ایچ، ڈی۔ یہ علم ناپنے کے پیمانے نہیں صرف سہولت کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ہر درجے کا ایک خاص نصاب ہے۔ اس کی خاص مدت ہے۔ اس عرصہ میں خاص نصاب پڑھ لے تو اس درجہ کا سرٹیفکیٹ اس کو عطا کیا جاتا ہے۔ اگر یہ درجہ بندی نہ ہو تو کب تک آدمی پڑھتا رہے گا۔ کب فارغ ہوگا۔ کب پڑھائے گا۔ کب نوکری کرے گا۔ کب لوگ اس کے اس فن و علم میں اعتماد کریں گے۔ اگر یہ درجہ بندی نہ ہوتی تو علم کون حاصل کرتا کیونکہ علم تو بے کراں سمندر ہے۔ پھر تو اس کے سیکھنے کے لئے عمر خضر بھی ناکافی ہوتی۔ دنیاوی عہدے ان درجوں کے مطابق سونپے جاتے ہیں۔ نچلا درجہ (جیسے پرائمری) اوپر درجہ کے لئے (جیسے مڈل) بمنزلہ سیڑھی ہے۔ عمر کے مطابق اس سیڑھی پر چڑھنا پڑتا ہے۔ یہ درجہ بندی عام اذہان کے مطابق کی گئی ہے۔ ورنہ ایسے افراد بھی ہیں جو پرائمری اور مڈل پاس کئے بغیر میٹرک کا امتحان دے کر پاس ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک جماعت بھی سکول میں پڑھی نہیں ہوتی لیکن خداداد صلاحیت کو استعمال کر کے ایم اے اور پی ایچ ڈی سے علم و فضل میں آگے نکل جاتے ہیں۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنا قابلیت ہے لیکن قابلیت کا معیار نہیں۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی دیو بندی (حیدر آباد) کے زیر نگرانی بیس (20) پروفیسروں نے پی ایچ ڈی کی ہے حالانکہ خود دارالعلوم دیو بند کے فاضل ہیں۔ ماضی کے تمام محدثین، مفسرین اور فقہاء ان تمام ڈگریوں سے بے نیاز تھے۔ نہ کوئی خاص درجہ بندی تھی۔

صرف علم سیکھتے اور سکھاتے تھے۔ جس کی وجہ سے علم کے پیشوا بن گئے۔ امام محمد بن اسماعیل کی کتاب بخاری شریف پر ہزاروں سکالر مختلف پہلوؤں سے تحقیق کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن خود امام بخاریؒ نے کسی بھی یونیورسٹی سے یہ ڈگری حاصل نہیں کی۔

عرب یونیورسٹیوں میں ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کا آج کل بڑا رواج ہے پاک وہند کے اکثر علماء ان ڈگریوں کو جانتے تک نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ ڈگریوں والے ان علماء کے خوشہ چین ہوتے ہیں۔ ان علماء کرام کی کتابوں سے استفادہ کے بغیر ایک قدم آگے چل نہیں سکتے۔ پھر معاشرہ میں بعض نادانوں کے نزدیک ان پی ایچ ڈی ڈاکٹروں کا مقام، عظمت اور علم ان علماء سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ان ڈاکٹروں کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں اور علماء کرام کو غیر تعلیم یافتہ۔ ان بے چاروں کو پتہ نہیں کہ علم کس چیز کا نام ہے۔ ڈگری ہولڈر کے سامنے فوراً سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان ڈگریوں سے عاری عالم کی طرف دیکھ کر کافی دیر سوچتے رہتے ہیں کہ اس بے چارے کو کچھ آتا بھی ہے یا نہیں۔ ہاں عرب یونیورسٹیوں میں دینی علوم حاصل کرنے والے علماء جب ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرتے ہیں تو ان کی نرالی شان ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن و حدیث کے بنیادی علوم سے اچھی طرح واقف بھی ہوتے ہیں۔ لیکن پاک وہند کے پروفیسر جو کسی ایک موضوع میں یہ ڈگری حاصل کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے معاون علوم سے واقف نہیں ہوتے تو ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں وہ استعداد نہیں ہوتی کہ اسلامیات کے ہر موضوع پر قلم اٹھا سکیں۔ اگر اپنے موضوع سے ہٹ کر کچھ لکھنا چاہیں تو ان کا قلم بار بار لغزشیں کھاتا ہے۔ اور اس کی بیسیوں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

دینی مدارس کا نصاب :۔ ان مدارس میں درجہ بندی اور اس میں پڑھایا جانے والا نصاب بھی علم ماپنے کا کوئی آلہ نہیں۔ مطلوبہ نصاب مقررہ مدت میں پڑھا کر طالب علم میں اتنی استعداد پیدا کرنی ہوتی ہے کہ مروجہ نصاب سے فراغت کے بعد بغیر کسی کے راہنمائی کے تدریس اور تصنیف کر سکے۔ ہاں بعض مشکل مقامات میں اہل فن اور کہنہ مشق اساتذہ کرام کے ساتھ بحث و تمحیص کے لئے احتیاج باقی رہتا ہے۔ کیونکہ کامل و اکمل کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا میں علم کی برتری بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں موجود ہے وفوق کل

Scanned with CamScanner

علم علیم ○ مدارس کے اس نصاب پر کوئی نص قطعی نہیں بلکہ علماء نے تجربات کی عصری تقاضوں کو سامنے رکھ کر اس کو وضع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نصاب میں ہر میں بدلتے ہوئے تقاضوں کی وجہ سے تبدیلی آتی رہتی ہے۔ لیکن جہاں تک قرآن و کے بنیادی معاون علوم ہیں ان کو ترک نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ان علوم کو ہر دور میں ر رکھا جاتا، اس میں تو اختلاف ہو سکتا ہے کہ صرف و نحو کی کونسی کتاب پڑھائی جائے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ صرف و نحو پڑھایا جائے یا نہیں۔ بلکہ صرف و نحو کا کے نزدیک ضروری ہے۔ دیگر معاون علوم کو بھی اس پر قیاس کرو۔

انات :- عصری اور دینی علوم پڑھنے والے نصابی کتب کے مطابق بار بار امتحانات کے س سے گزرتے ہیں۔ ان امتحانات کے اندر کامیابی اور پوزیشن حاصل کرنا قابلیت کی نشانی ہے لیکن قابلیت کا معیار نہیں۔ اور نہ کسی کے علم معلوم کرنے کا صحیح اور یقینی ذریعہ ہے۔ یہ امتحان پاس کرنے والے مختلف استعداد کے مالک ہوتے ہیں۔ علمی دنیا میں ان کی ایک رے پر فضیلت قائم رہتی ہے۔ ایک ہی امتحان میں بعض اوقات فیل ہونے والے کا علم امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے سے زیادہ ہوتا ہے۔ کئی ایسے افراد دیکھنے میں آئے جن کی علمی استعداد و قابلیت مسلم ہوتی ہے لیکن امتحان میں زیادہ نمبر اور پوزیشن ان کم تر حاصل کر لیتا ہے۔

انات کے اقسام :- عام طور سے طالب علم کا دو طرح کا امتحان لیا جاتا ہے۔ 1۔ زبانی 2۔ تحریری WRITTEN سکول و کالج کی سطح پر تو ان امتحانات کی بڑی اہمیت ہے۔ طالب کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے امتحان کو اچھی پوزیشن حاصل کر کے پاس ے۔ تاکہ اچھا عہدہ مل جائے۔

انات کے فوائد

یہ امتحان علم ناپنے کا صحیح یقینی پیمانہ تو نہیں لیکن اس کے بہت فوائد ہیں (1) مقررہ نصاب طالب علم کی استعداد معلوم ہوتی ہے نصابی کتب کو سمجھتا ہے یا نہیں یہ معلوم کیا جاتا ہے کتاب سے کتنی حد تک استفادہ کیا ہے طالب علم ناکام ہوا ہے تو کیوں اس کے اسباب کیا کیا استاد ان کو اچھی طرح سمجھا نہیں سکا۔ یا خود طالب علم میں کم فہمی ہے مثال کے طور پر س کے دس طالب علموں میں سے آٹھ اچھے نمبروں سے کامیاب ہوگئے دو فیل ہو گئے اس

Scanned with CamScanner

کا مطلب یہ ہے کہ استاد نے ان کو اچھی طرح سمجھایا ہے فیل ہونے والوں نے محنت نہیں کی
یا کم فہم ہیں (2) امتحان میں پاس ہونے والے طالب علم کو اگلے درجے میں منتقل کر دیا جاتا
ہے اس لئے کہ اس میں علمی سیڑھی پر چڑھنے کی استعداد پیدا ہونے لگی ہے (3) امتحان کے
لئے محنت کی وجہ سے شوق مطالعہ بڑھتا ہے کتاب یاد ہو جاتی ہے یا کتاب کے مقاصد واغراض
کو سمجھ لیتا ہے ایک دوسرے سے علمی میدان میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے مطالعے کا
عادی بن جاتا ہے طالب علم کے اندر کی مختلف صلاحیتیں اور رجحانات ابھرتے ہیں جس کی
وجہ سے آگے کسی ایک شعبہ میں تخصص کے لئے راہ متعین ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے
بعد میں کوئی محدث بن جاتا ہے کوئی مفسر اور کوئی فقیہ

امتحانات کے نقصانات

استاد اور طالب علم دونوں کے اعصاب پر امتحان سوار رہتا ہے مدارس کا تمام نظم ونسق اور
اوقات کار امتحان کے تابع رہتا ہے استاد اور شاگرد کی ساری تعلیمی سرگرمیاں امتحان کے ارد
گرد گھومتی ہیں شاگرد سوچتا ہے امتحان سر پر آگیا استاد نصاب ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے
کیونکہ ہر درجہ کا ایک خاص تعلیمی وقفہ (ایک سال) ہوتا ہے پھر اگلے درجے کی طرف منتقلی
ہوتی ہے جس کی وجہ سے طالب علم کتاب کے اصل اغراض ومقاصد سے محروم رہ جاتا ہے
تعلیم کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ کہ مقصود اس فن میں کمال حاصل کرنا ہوتا ہے لہٰذا اس
اچھی استعداد والے طالب علم کے لئے یہ امتحان انتہائی نقصان دہ ہے جس کا مقصد صرف
حصول علم اور اس کی خدمت ہے مولانا مفتی ولی حسن مرحوم ومغفور نے ایک مرتبہ درس
حدیث میں بڑا قیمتی جملہ ارشاد فرمایا بے شک امتحان میں فیل ہو جاؤ لیکن حدیث سیکھو" اچھی
استعداد والے طالب علم کتاب کا مطالعہ امتحانی نقطہ نگاہ سے کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے
حصول علم کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے مولانا خان بہادر مرحوم و مغفور المعروف بہ مارتونگ
بابا کا بے بہا جملہ اپنے استاد صاحب کی زبانی سنا۔ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب ختم کرنی ضروری
نہیں کتاب سیکھنی چاہئے یعنی ہر فن میں استعداد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ شیخ العرب
والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا ہے کہ بخاری شریف کتاب العلم تک
پڑھایا کرتے تھے علماء کرام نے اکثر کتابوں میں پڑھانے کے لئے خاص مقامات تک تعین کی
ہے کہ یہاں تک طالب علم پڑھے۔ اس سے مقصود صرف یہی ہے کہ حصول علم کے اصل

بقیہ ص ۱۷ پر

Scanned with CamScanner

زخم کی پٹی پر مسح کا مسئلہ

دارالافتاء
مفتی غلام الرحمن

علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی انسان بدن کی کسی ایسی جگہ پر بوجہ زخم فرماتے ہیں۔ جس جگہ کا دھونا وضوء میں فرض ہو۔ فقہ کی بنیادی کتابوں مثلاً" قدوری میں باندھے۔ کے بارے میں لکھا ہے

یجوز (المسح) علی الجبائر وان شدھا علی غیر وضوء
فان سقطت من غیر برء لم تبطل المسح وان سقطت عن برء بطل

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پٹی اگر زخم ٹھیک ہونے پر گرے۔ تو مسح ختم ہوگا۔ ورنہ زخم ٹھیک ہونے سے پہلے کھلنے سے مسح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن ایسی حالت میں اگر یہ پٹی یہ شخص کھول دے۔ تاکہ پٹی تبدیل کرے یا زخم پر دوائی لگوائے۔ کیا پٹی کھولنے سے مسح متاثر ہوگا یا نہیں۔

بنیوا توجروا

حافظہ شائستہ اکرام ڈھیری باغبانان پشاور

الجواب وباللہ التوفیق۔

کسی زخم یا پھوڑہ پر پٹی باندھ کر دھونے کی جگہ مسح کی اجازت دینا حقیقت میں وضوء کرنے والے کی ضرورت اور حاجت پر مبنی ہے اگر زخم ایسی حالت میں ہو کہ اس کا دھونا موجب تکلیف ہو یا بار بار پٹی کھول کر جگہ دھونے سے زخم متاثر ہوتا ہو اور یا پٹی باندھنے کے لئے کوئی معاون میسر نہ ہو۔ جبکہ اکیلے پٹی باندھنا مشکل ہو۔ شریعت نے ایسی حالت میں پٹی کھولکر دھونے کی جگہ محض پٹی پر مسح پر اکتفا کی اجازت دی ہے۔ اور اگر کہیں عذر نہ ہو۔ تو پھر بلاوجہ مسح کی اجازت نہیں علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

واما شرائط جوازہ فھوان یکون الغسل ممایضر بالعضو المنکسر والجرح والقرح اولا یضرہ لکنہ یخاف الضرر من جھۃ اخری بنزع الجبائر فان کان لایضرہ ولا یخاف لایجوز ولا یسقط الغسل لان المسح لمکان العذر ولا عذر (بدائع الصنائع ج1، 13)

تاہم یہ واضح ہو کہ مسح کی اجازت اس وقت ہے جب دھونے کی کوئی صورت قابل عمل نہ ہو۔ اگر ٹھنڈے پانی کی جگہ گرم پانی کا استعمال باعث تکلیف نہ ہو تو پھر گرم پانی استعمال کیا جائے گا۔ ابن ہمام فرماتے ہیں ثم المسح علیھا انما یجوز اذایضرہ الغسل او المسح علی نفس القرحۃ والجراحۃ حتی لولم یضرہ بالماء الحار وھو یقدر علیہ وجب استعمالہ (فتح القدیر ج ۱ ر ۱۴۱)

چونکہ یہ اجازت ضرورت پر مبنی ہے۔ اس لئے ٹھنڈے اور گرم پانی کا استعمال مضر ہونے کی صورت میں زخم پر مسح کیا جائے گا۔ اور اگر زخم پر مسح کرنا مشکل ہو تو پھر پٹی پر مسح کرنا جائز ہے۔ ایسی حالت میں اگر ضرورت کی وجہ سے پٹی زخم کی جگہ سے متجاوز ہو تو پوری پٹی پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب تک یہ ضرورت اور حاجت باقی ہو۔ تو مسح کی گنجائش ہے اس لئے صاحب قدوری کی محررہ عبارت میں اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کہ زخم ٹھیک نہ ہونے کے باوجود اگر پٹی کھل گئی۔ تو اس سے مسح متاثر نہیں ہوتا لیکن جب زخم ٹھیک ہو تو ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے مسح کی بجائے اس جگہ کا دھونا ضروری ہے اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ایک شخص اپنی پٹی خود کھول دے یا کسی سے کھلوا دے تاکہ پٹی تبدیل کرے یا زخم پر دوائی لگائے دراں حالیکہ زخم ٹھیک نہیں ہوا ہو اور پانی کا استعمال تاحنوز باعث تکلیف ہو تو اس سے مسح متاثر نہیں ہوتا۔ تاہم اگر اطمینان کے لئے دوسری پٹی یا اس پٹی کے دوبارہ باندھنے کے بعد مسح کا اعادہ کرے تو زیاد بہتر ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں۔

وفی المنتقی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفہ اذامسح علی الجبائر ثم نزعھا نہ اعادھا کان علیہ لن یعید المسح علیھا وان لم یعد اجزاہ (الفتاوی التاتارخانیہ ج ۱ ر ۲۸۶)

مجبور عورت کی خلاصی کے لئے عدالتی فیصلہ کی شرعی حیثیت

العصر کے شمارہ ۔۔۔۔۔۔ میں مجبور عورت کی خلاصی کے لئے عدالتی فیصلہ کو شرعاً اعتبار دینے کے لئے شرطیں بیان کی گئی تھیں۔

(1) بیوی کے نان ونفقہ کا متبادل بندوبست نہ ہو۔

(2) معصیت میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔

...ں میں مجبور عورت آزادی کے لئے کسی مسلمان عدالت سے تنسیخ نکاح کے فیصلہ کا
... مستقبل کا فیصلہ کر سکتی ہے۔
... بقیہ السلف حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ العالی نے نظر
... ہماری رہبری فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں۔
... سے زیادہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا فیصلہ مذہب کے مطابق بھی ہو"
... جواب کے ابہام سے یقیناً" کچھ لوگ غلط فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس لئے حضرت قاضی
... نے جس شرط کی نشاندہی کی ہے اس کی رعایت بھی ضروری ہے گویا کسی مسلمان جج کا
... اس وقت شرعاً قابل عمل ہوگا۔ جب یہ فیصلہ مذہب سے متصادم نہ ہو۔ کیونکہ اگر کسی
... کو تنسیخ نکاح کی ڈگری اس بنیاد پر دی گئی۔ کہ خاوند نے دوسری شادی پہلی بیوی کی
... کے بغیر کی ہے یا اس وجہ سے عورت آزاد ہے۔ کہ والد نے اس کا نکاح ایام نابالغی
... جس میں عورت کی رائے شامل نہیں تھی۔ اور یا عورت خاوند کے پاس رہنا پسند
... نہیں کرتی ظاہر ہے کہ ان وجوہات کی بناء پر اگر کسی مسلمان جج نے بھی مروجہ قوانین کا
... لیکر تنسیخ نکاح کی ڈگری دے دی۔ تو شرعاً عورت ایسے فیصلہ سے آزاد نہیں ہو سکتی
... ان وجوہات کی وجہ سے فسخ نکاح کا حکم کرنا شریعت سے متصادم ہے ایسی حالت میں
... قانوناً" آزادی کے باوجود خاوند سے باقاعدہ طلاق لیئے بغیر دوسری جگہ شرعاً" نکاح نہیں
... سکتی۔

... جج کے مسلمان ہونے سے یہ مراد نہیں کہ وہ صرف مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو یا
... اسلامی ملک کا شہری ہو۔ یا صحیح اسلامی عقائد کے برعکس خود ساختہ عقائد رکھنے کے باوجود
... مسلمان سمجھتا اور کہلواتا ہو۔ تاکہ کسی منکر حدیث غالی رافضی یا ذکری فرقہ سے تعلق
... والے جج کے فیصلے کو شرعاً" معتبر ٹھہرایا جاسکے۔ اس موضوع پر حضرت قاضی صاحب کی
... پانچ صد علماء کرام و مفتیان عظام کا متفقہ فتوی" قابل دید ہے حضرت قاضی صاحب کی
... رہنمائی کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب
غلام الرحمٰن عفی عنہ

21/5/1416ھ

اسوۂ حسنہ

اللہ تعالیٰ اپنے جن برگزیدہ بندوں کو شرف نبوت سے سرفراز فرماتا ہے۔ انہیں یہ مقدس اور اہم ذمہ داری سونپتا ہے۔ کہ وہ انسانوں کی اصلاح کر کے انہیں فلاح دارین کی سعادت سے بہرور کریں۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اصلاح سے کیا مراد ہے؟

ایک مفلوک الحال انسان کی خالی جھولی کو اگر آپ لعل و گہر سے بھر دیتے ہیں تو آپ نے اس کی مفلوک الحالی کا ازالہ تو کر دیا لیکن یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ آپ نے اس کی اصلاح بھی کر دی ہو سکتا ہے وہ شخص جو غربت کی حالت میں بے ضرر، مرنجاں مرنج قسم کا تھا۔ اب وہ دولت کے نشہ سے مخمور ہو کر فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے لگے۔ ایک شخص جس کے پاس سر چھپانے کے لئے جھونپڑا تک نہیں فٹ پاتھ پر پڑا، موسم کی چیرہ دستیوں کا ہدف بنا رہا ہو اگر آپ اس کی باعزت رہائش کا اہتمام فرما دیتے ہیں اور باد و باراں کی بے رحمیوں سے اس کو نجات مل جاتی ہے تو اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ نے اس کی اصلاح بھی کر دی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں بزم عیش و طرب آراستہ کرے اور فسق و فجور کے اندھیروں میں اپنے ساتھیوں سمیت غرق ہو جائے۔

اصلاح کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان کے پہلو میں دھڑکنے والا دل سنور جائے۔ جس شخص کا دل سنور جاتا ہے غربت و فاقہ مستی اس کے شرف انسانیت کو داغدار نہیں کر سکتی اور دولت کی فراوانی اسے مغرور و متکبر نہیں بنا سکتی۔ اگر وہ بوریہ نشین درویش ہے تب بھی کوئی سلطان وقت اس کی عزت نفس کو خرید نہیں سکتا اور اگر وہ سریر آرائے سلطنت ہے تب بھی اس سے کوئی ایسی نازیبا حرکت سرزد نہیں ہو سکتی جس کے باعث جبین حیا پر شکن پڑے یا عدل و احسان کی نازک اقدار کو کوئی ٹھیس پہنچے۔ ایسے شخص کا علم جہالت کی تاریکیوں سے برسرپیکار رہتا ہے۔ اس کی دولت مایوسیوں اور محرومیوں کو گھپ اندھیروں میں خوشی و شادمانی کا چراغ روشن کرنے

Scanned with CamScanner

میں صرف ہوتی ہے اس کا جاہ و جلال ضعیفوں کی پناہ اور زیر دستوں کی دستگیری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اصلاح یافتہ انسان کو آپ کسی قسم کے حالات سے دوچار کریں۔ اقتدار و اقتدار کے اعلیٰ ترین منصب پر آپ اسے فائز کردیں۔ وہ سراپا خیر ہوگا وہ پیکر نور ہوگا اس کے ظل عاطفت میں جو آئے گا۔ اسے سکون و قرار نصیب ہوگا۔ وہ جدھر سے گزرے گا فرح و انبساط کے خزانے لٹاتا چلا جائے گا۔

اقلیم علم و حکمت کے تاجدار نفسیات انسانی کے رازدان، سرور کون و مکان ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

ان فی الجسد لمضغة ان صلحت صلح الجسد کله وان فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب

ترجمہ:۔ "بے شک جسم میں ایک پارہ گوشت ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ کان کھول کر سن لو وہ پارہ گوشت دل ہے"۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اصلاح قلب کا عمل کیسے پایاں پذیر ہو۔ دل کے نگر میں اصلاح کا نور کیسے فروزاں ہو۔ دل کا قلعہ بڑا مستحکم ہے اسکی فصیل بڑی مضبوط اور اونچی ہے۔ کوئی منجنیق ابھی تک ایسی نہیں جو اپنی سنگباری سے اس کی دیواروں میں شگاف ڈال سکے کوئی سکندر، کوئی سیزر۔ کوئی نپولین کوئی ہٹلر اب تک ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جو دل کی دنیا میں اپنی فتح یابی کا ڈنکا بجا سکے۔

صرف باتیں خواہ وہ کتنی سچی ہوں ان کی فصاحت وبلاغت کا معیار خواہ کتنا ہی بلند ہو باتیں کرنے والے کا لہجہ کتنا سلجھا ہوا ہو یہ باتیں کانوں سے ٹکرا کر واپس آجاتی ہیں۔ دل کے کان ایسی باتوں کو سننا اور قبول کرنا گوارا نہیں کرتے جب تک قائل کے قول کی تصدیق اس کا عمل نہ کرے، عمل میں جتنا حسن و جمال ہوگا۔ جتنا سوز و گداز ہوگا اور جتنی للہیت ہوگی کشور دل میں اس کی فتوحات کا دائرہ اسی قدر وسیع ہوگا۔

جب دنیائے انسانیت میں ہر سو گمراہی کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بعض کا دلخراش منظر قیامت ڈھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آیا اور اس نے نوع انسانی کی ہدایت کے لئے قرآن مجید جیسا صحیفہ رشد و ہدایت نازل فرمایا لیکن یوں نہیں ہوا

کہ جبرئیل علیہ السلام اس کتاب مبین کو بارگاہ ایزدی سے لے آیا ہو اور جبل ابی قیس کی کسی چھوٹی پر رکھ دیا ہو تاکہ اہل مکہ اس کو پڑھ کر گمراہی کے دلدل سے باہر نکل آئیں اور شاہراہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں بلکہ اس دعوت حق کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے سے پہلے اس دعوت کے داعی کا اہتمام فرمایا گیا۔ من کی دنیا میں حق کا پرچم لہرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اپنی آغوش لطف و کرم میں لے کر پروان چڑھایا۔ ان کی تادیب و تربیت کا اہتمام کیا ارشاد ربانی ہے۔

الم یجدک یتیما فاوٰی اے حبیب تیرے رب نے تجھے یتیم پایا تو اس نے تجھے اپنی آغوش کرم میں لے لیا۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

فانک باعیننا "تو ہماری آنکھوں میں بستا ہے تو ہر وقت ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ تیری جلوتیں اور خلوتیں تیرے نالہ ہائے شب کا گداز، تیری دعاؤں کا سوز، تیرے دل دردمند کی بے قراریاں، تیرے دن بھر کی مصروفیتیں سب ہی کا ہم مشاہدہ بھی کر رہے ہیں اور کبھی اسی حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا۔

"میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا اور ادب سکھانے میں کمال کر دیا۔ اس خصوصی تعلیم و تربیت اور تزکیہ و تجلیہ کے بعد بنی ہاشم کے اس یتیم کو صاحب کتاب بنا کر سارے عالم کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

ترجمہ:۔ یعنی پیغام حق جاننا چاہو تو قرآن مجید کا بغور مطالعہ کرو اور ان تعلیمات کی دلربائیوں کو محسوس پیکر میں جلوہ فگن دیکھنے کی آرزو ہو تو میرے محبوب کی زندگی کے شب و روز میں مشاہدہ کرو۔ جس سچائی کا بیان فرقان حمید کی آیات و کلمات کر رہے ہیں تم اس کا زندہ نمونہ ذات پاک مصطفیٰ التحیۃ والثناء میں ملاحظہ کرو گے کتاب میں جو کچھ پڑھو گے یہاں ہو بہو اس کو دیکھ لو گے۔ سر مو بھی تفاوت نہیں پاؤ گے۔

فارجع البصر ھل تریٰ من فطور

"غور سے دیکھو کیا یہاں تمہیں کوئی شگاف نظر آ رہا ہے"۔

ترجمہ:۔ ایک بار نہیں بار بار دیکھو تمہاری نگاہیں تکتے تکتے درماندہ ہو کر لوٹ جائیں گی لیکن تمہیں وہاں کوئی نقص یا خامی دکھائی نہیں دیگی۔

اسی لئے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے حضور اکرم ﷺ کے خلق کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کان خلقہ القران یعنی حضور صلی ﷺ کا خلق بعینہ قرآن تھا۔ اتنا جامع اور مختصر جواب حضرت صدیقؓ کی لخت جگر جناب صدیقہؓ ہی دے سکتی ہے۔

گزشتہ آیات پر ایک مرتبہ پھر غور فرمائیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ

اس کا لفظی ترجمہ ہے۔ "بے شک تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اسوہ حسنہ ہے"۔

اسوہ کا معنی ہے نمونہ یہاں صرف اسوہ نہیں فرمایا بلکہ اس کو ایک صفت سے موصوف کیا۔ عربی لغت میں متعدد الفاظ ہیں جو اسوہ کی صفت بن سکتے ہیں مثلاً" اسوہ کاملہ' اسوہ سامیہ' بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن حلیم و حکیم خدا نے اپنے رسول ﷺ کے اسوہ کی توصیف کے لئے جو وصف منتخب فرمائی وہ حسنہ ہے اور حسنہ کا معنی ہے "ذات حسن" یعنی حسن و جمال والا۔ اس طرح اس حقیقت کو واضح کیا کہ میرے حبیب کا عمل عام نوعیت کا نمونہ نہیں بلکہ ایسا نمونہ ہے۔ جس میں حسن ہے جس میں جمال ہے جس کی رعنائیوں اور زیبائیوں کے سامنے دونوں کے قفل ٹوٹ کر گرتے چلے جاتے ہیں جس کی اداؤں کے تاؤ سے مخالفت کی چٹانیں پگھل جاتی ہیں۔

اس تعبیر میں حکمت یہ ہے کہ دل صرف سلطان حسن کا حلقہ بگوش اور باجگزار ہوتا ہے۔ اس کا سرپندار فقط محبوب کی دلفریب اداؤں کے سامنے جھکنا جانتا ہے۔ اور سیرت مصطفیٰ ﷺ میں حسن اپنی تمام جلوہ سامانیوں' اپنی ساری زیبائیوں اور رعنائیوں کے ساتھ سمٹ کر آگیا ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ حسن کے انگنت روپ ہیں۔ لغ زیبا' قامت بالا' چشم غزالیں کے علاوہ راست بازی' ثابت قدمی' شجاعت' سخاوت یہ سب حسن کے جلوے ہیں جو یہاں اپنے پورے شباب پر دکھائی دیتے ہیں حسن کی کسی ادا کا کوئی دلدادہ ہو اور اس کے کسی روپ کا کوئی قدردان ہو۔ جب بارگاہ جمال مصطفوی ﷺ میں باریاب ہوتا ہے۔ تو از خود رفتہ ہو کر یہ نعرہ بلند کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
ہوش و خرد شکار کر قلب و نظر شکار کر

اسی کوچہ میں آکر دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

خوب و زشت کا معیار بدل جاتا ہے۔ سود و زیاں کا تصور بدل جاتا ہے پھر وہ دعوت حق نہاں خانہ دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اور انسان بڑے ذوق و شوق سے یوں گنگنانے لگتا ہے۔

ترجمہ :۔ اس کی محبت آئی اور اس وقت آئی جب مجھے محبت کا مفہوم ہی معلوم نہ تھا اس نے میرے دل کو خالی پایا اور اس پر اپنا تسلط جمالیا۔

یہی وجہ ہے کہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہونے والوں میں ہمیں عربی بھی ملتے ہیں اور عجمی بھی، کریم اور شجاع بھی ملتے ہیں اور ضعیف و ناتواں بھی، دولت مند بھی ملتے ہیں۔ اور فقیر ونادار بھی جس کسی میں حسن کے کسی پہلو کے لئے کشش ہوتی ہے وہ یہاں آکر سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ نگاہ حقیقت شناس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے آئینوں میں جمال یار کا عکس جمیل عیاں دیکھتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والوں میں نبوت کا رنگ جھلکتا ہوا صاف نظر آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نمونہ جتنا خوبصورت اور دلکش ہے اسی قدر وسیع ہے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے لئے اس میں پروگرام نہ ہو۔ انسانیت کا کوئی روگ ایسا نہیں جس کے لئے اس میں تریاق نہ ہو تہ در تہ ظلمتوں کو کافور کرنا اس کا خاصہ ہے اس کی برکت سے آلائش دور ہوتی ہے روح کو پاکیزگی اور دل کو طہارت نصیب ہوتی ہے سیرت و کردار میں وہ استواری اور ثبات نمایاں ہوتا ہے۔ جسے پھر کوئی زلزلہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں دے سکتا۔ عبادات، معاملات تہذیب و تمدن، معاشیات و معاشرت الغرض کوئی میدان ہو اسوہ حسنہ کا ابر رحمت ان پر سایہ فگن ہوتا ہے اور اپنی رم جھم سے موت کی نیند سوئی ہوئی صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے۔ ان کی نشوونما کرتا ہے۔ اور زندگی کے دامن کو سوز و نشاط سے لبریز کر دیتا ہے۔ میرے لئے تو ممکن نہیں کہ اس مختصر صحبت میں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ احسنہ کے تمام پہلوؤں کا اختصار کے ساتھ ہی تذکرہ کرسکوں۔

Scanned with CamScanner

البتہ اس گلشن حکمت کے ایک دو گلہائے رنگین، پیش خدمت کرنے کی سعادت ضرور حاصل کروں گا۔ یہ واقعات ہیں تو بالکل سادہ لیکن ان کی تاثیر سے عرب کے گنوار صحرا نشینوں کے دل کی دنیا میں ایک تلاطم برپا ہوگیا اور ان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا۔ نبی اکرم صلی ﷺ ایک دفعہ سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں پڑاؤ ہوا۔

مختلف حضرات کو مختلف ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ کوئی خیمے نصب کر رہا ہے کوئی سواری کے جانوروں کے چارہ کا انتظام کر رہا ہے کوئی پانی بھر کر لا رہا ہے۔ کوئی آٹا گوندھ رہا ہے۔ سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ چپکے سے وہاں سے اٹھ کر کہیں چلے جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ دیر بعد حضور ﷺ کو اپنے میں نہ پاکر بے چین ہو جاتے ہیں۔ متجسس نگاہیں کچھ دیر بعد حضور ﷺ کو اپنے میں نہ پاکر بے چین ہو جاتے ہیں متجسس نگاہیں چار سو تلاش حبیب میں سرگرداں ہیں۔ جیسے جیسے تاخیر ہوتی جاتی ہے۔ بے چینی اور اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صحابہ کو دور سے ایک نورانی پیکر نظر آتا ہے۔ اور جب قریب ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں کہ ان کا آقا و مرشد جنگل سے لکڑیاں چن کر ان کا گھٹر بنا کر اپنے سر پر اٹھائے ہوئے لا رہا ہے۔ صحابہ کرام عرض کرتے ہیں یارسول اللہ آپ نے یہ زحمت کیوں گوارا کی ہم غلام اس خدمت کے لئے کیا کافی نہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ بڑی سادگی سے فرماتے ہیں تم سب کام کر رہے تھے میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ خود معتبر بن کر بیٹھا رہا ہوں، صحابہ کرام جو اس نورانی منظر کو دیکھ کر پہلے ہی مسحور ہو چکے تھے۔ یہ بے تکلفانہ جواب سن کر ان کے ایمان و یقین کو نئے بال و پر نصیب ہو گئے۔

میدان خندق کا یہ واقعہ کسے معلوم نہیں کہ اگر صحابہ کرام خندق کھودنے میں مصروف ہیں تو ان کا نبی مکرم بھی ہاتھ میں کدال لئے کبھی پتھریلی زمین کو کھود رہا ہے۔ اور کبھی مٹی سے بھری ہوئی ٹوکری اپنے سراپا یمن و سعادت سر پر اٹھائے باہر پھینک رہا ہے۔ حضور علیہ السلام کی عملی زندگی کی یہی دلفریبیاں تھیں جنہوں نے عرب کے بدوؤں کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ آج بھی اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی دعوت کو

پذیرائی نصیب ہو اور یہ پیغام حق والوں کی دنیا میں ہلچل پیدا کر دے تو اس کی صرف ایک صورت ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کے ضمن میں حضور ﷺ کو سیرت محمدی ﷺ کے مختلف آئینہ میں لوگوں کو دکھایا جائے تا کہ جمال حق کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اس کی فطرت کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ جب تک ہم حضور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے اجاگر نہیں کریں گے۔ ہم نہ اپنے فریضہ تبلیغ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور نہ اپنی بات کو لوگوں سے منوا سکتے ہیں نوع انسانی کو دین اسلام کی جس قدر آج ضرورت ہے اتنی شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ ترقی یافتہ قومیں اپنے تمدن اور ثقافت سے مایوس ہو چکی ہیں انہیں ضرورت ہے کہ وہ اسلام کے چشمہ شیریں سے اپنی پیاس بجھائیں۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کے دل میں انسانیت کے لئے درد ہے۔ جو اپنے بھائیوں کی ضلالت و گمراہی پر پیچ و تاب کھاتا رہتا ہے جس کو نبی کریم ﷺ کی نبوت اور دعوت کے کامل ہونے کا یقین محکم ہے اس کا یہ خوشگوار فریضہ ہے کہ ان اندھیروں میں بھٹکنے والی مخلوق کی راہنمائی کے لئے حضور کریم ﷺ کی سیرت کو بڑے مدلل اور دلکش انداز میں پیش کرے۔

بقیہ از صفحہ 15

مقاصد کہیں پس منظر میں نہ چلے جائیں۔ ماہرین تعلیم اور ذمہ دار حضرات کو چاہئے کہ نصاب تعلیم اور امتحانی نظام ایسا وضع کریں کہ فوائد کے ساتھ تعلیمی مقاصد فوت نہ ہونے پائیں گے تعلیمی خدمت کا صحیح حق ادا ہو جائے۔

مقالات

عصمتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

ری تعریف ۔ لغت میں عصمت تین معنوں کے لئے آیا ہے

صمت . بمعنی بچانا ، منع کرنا (1) جیسا کہ سورہ ہود میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا

ل ان الفاظ میں مذکور ہے۔

ل ساٰوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ

لا من رحم○(2)

کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے حکم سے

کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے

عصمت بمعنی امساک وتمسک!

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا(3)

اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو ۔ اور پھوٹ نہ ڈالو

عصمت . بمعنی حفاظت و محفوظ رکھنا جیسا کہ سورۃ المائدۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

واللہ یعصمک من الناس (4)

اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ اور اصطلاح شریعت میں علمائے متکلمین کے نزدیک عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر وباطن نفس اور شیطان کی مداخلت سے پاک اور منزہ ہوں اور نفس اور شیطان یہی دو چیزیں مادہ معصیت ہیں اور مادہ معصیت سے پاک ہونے کا نام عصمت ہے اور معصوم وہ شخص ہے جو اپنے تمام اعتقادات ' نیات ' ارادات مقامات ' اخلاق وعادات عبادات ومعاملات اور اقوال وافعال میں نفس اور شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہو اور حفاظت غیبی اس کی محافظ اور نگہبان ہو اس سے کوئی ایسی شے سرزد نہ ہو جائے جو اس کے دامن عصمت کو آلودہ کر سکے۔ (5)

متعلقات عصمت!

عصمت کا تعلق چار چیزوں سے ہے

Scanned with CamScanner

1- عقائد (2) تبلیغ احکام (3) فتوی اور اجتہاد (4) افعال وعادات وسیرت و کردار (6)

1- **عقائد!** عقائد کے متعلق اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ انبیائے کرام ابتداء ہی سے توحید اور ایمان پر مفطور ہوتے ہیں ان کے قلوب کفر وشرک سے پاک اور منزہ اور ایقان وعرفان سے لبریز ہوتے ہیں (7)

2- تبلیغ احکام!

اس بارے میں بھی تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ احکام الہیہ کی تبلیغ میں انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں دربارہ تبلیغ ان سے نہ قصداً" کوئی غلطی ہو سکتی ہے اور نہ سہواً" (8)

3- فتویٰ اور اجتہاد!

فتویٰ واجتہاد کے بارے میں علماء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ انتظار وحی کے بعد انبیاء کرام کبھی کبھی امور غیر منصوصہ میں اجتہاد فرماتے ہیں اگر کسی وقت کوئی اجتہادی خطا ہو جاتی ہے تو فوراً" بذریعہ وحی متنبہ کر دیئے جاتے ہیں۔

4 ـ افعال و عادات:۔

اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام صغائر و کبائر ہر قسم کے معاصی سے پاک ہوتے ہیں۔ البتہ کبھی کبھار ایسے امور ان سے صادر ہو سکتے ہیں جو ان کے مرتبہ رفیعہ کی وجہ سے خلاف اولی کہے جاسکتے ہیں۔ یا کبھی نبی سے اجتہاد میں خطا ہو جاتی ہے۔ اور اگر چہ اجتہادی خطاء پر بھی مجتہد ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ لیکن حسنات الابرار سیات المقربین کے زمرے میں آکر وہ بھی خلاف اولی قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس پر گرفت ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کے معاملے میں اجتہادی خطا ہونے پر سورۂ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ لیکن ایسے خلاف اولی امور بھی اللہ تعالی انبیاء کرام سے درگزر فرمادیتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک میں حضورؐ کو مخاطب بنا کر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔ "انا فتحنا لک فتحا" مبینا" ۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔ اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ ذنب سے یہاں وہی خلاف اولی امور مراد ہیں۔

دلائل عصمت انبیائے کرام علیہم السلام!

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (11)

میں رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر معصوم کی اطاعت کو عین اطاعت خداوندی نہیں کہا جا سکتا گویا آیت کریمہ عصمت رسول کے واضح طور پر بیان کر رہی ہے اگر رسول سے ذرا بھی خطاو غلطی کا امکان ہوتا تو ان کی اطاعت عین اطاعت الٰہی نہ قرار پا سکتی چنانچہ امام رازی (م 606ھ) اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

من اقوی الدلائل علی انہ معصوم فی جمیع الاوامر والنواھی وفی کل ما یبلغہ عن اللہ (12)

یہ آیت ھذا اس بات پر قوی ترین دلائل میں سے ہے کہ آپ ﷺ تمام اوامر و نواہی اور تمام احکام میں جو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچاتے ہیں معصوم ہیں

علمائے کرام نے اس آیت سے یہ بھی اخذ کیا ہے کہ رسول کی نافرمانی عین اللہ کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاص (م 370ھ) تحریر کرتے ہیں "فاکد جل وعلا بھذہ الآیات وجوب طاعۃ رسول اللہ ﷺ وابان ان طاعۃ طاعت اللہ وافاد بذلک ان معصیتہ معصیۃ اللہ (13)

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے واجب ہونے کی تاکید فرمائی اور ظاہر فرمایا کہ آپ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور یہ اس بات کا بھی فائدہ دیتا ہے۔ کہ آپ کی معصیت اللہ کی معصیت ہے"

سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (14)

"اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔"

اس آیت کریمہ میں رسول کی علی الاطلاق اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس پر رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر معصوم شخص کی اطاعت کا علی الاطلاق کسی طرح حکم نہیں دیا جا سکتا اور خلفاء اور امراء چونکہ معصوم نہیں اس لئے ان کی اطاعت کا مطلقاً حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان

کی اطاعت کا یہ معیار مقرر ہوا "السمع والطاعة حق مالم یومر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة" (15)

"امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت ضروری ہے جب تک معصیت کا حکم نہ کیا جائے اور جب معصیت کا حکم کرے تو پھر اس کی اطاعت نہیں"

3۔ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ (16)

"اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے۔ امام رازی (م 606ھ) اس ایت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

"الایة دالة علی ان الانبیاء علیهم السلام معصومون عن المعاصی و الذنوب لانها دلت علٰی وجوب طاعتهم مطلقا" (17)

"یہ ایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیھم السلام معاصی اور گناہوں سے معصوم ہیں اس لئے کہ یہ ایت بغیر کسی قید کے ان کی مطلق اطاعت پر دلالت کرتی ہے۔
اگر انبیائے کرام علیھم السلام گنہگار ہوتے۔ تو حق تعالیٰ ان کی مطلق اتباع کا ذکر نہ فرماتے۔ بلکہ ان کی اطاعت کے ساتھ کوئی قید لگائے ہوتے کہ فلاں وقت میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور فلاں وقت میں اطاعت نہ کرنا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں۔

"وقال جمهور من الفقهاء من اصحاب مالک و ابی حنیفه والشافعی: انهم معصومون من الصغائر کلها کعصمتهم من الکبائر اجمعها" (18)

"جمہور فقہاء اصحاب مالک و ابوحنیفہ و شافعی رحمھم اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ انہیں (انبیائے علیھم السلام) کو تمام صغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں"۔ آگے امام موصوف وجہ عصمت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"لانا امرنا باتباعهم فی افعالهم واثارهم وسیرهم امرا مطلقا من غیر التزام قرینة فلو جوزنا علیهم الصغائر لم یکن الاقتداء بهم اذلیس کل فعل من افعالهم یتمیز مقصده من القربة والاباحة والخطر او

معصیت" (19)
لئے کہ بغیر کسی قرینے کے التزام کے ہمیں ان کے افعال، آثار اور سیر کی اتباع کا حکم
ئیا ہے۔ پس اگر ہم ان کے بارے میں صغیرہ گناہوں کو جائز قرار دیں۔ تو ان کی اقتداء
نہ رہے گی۔ اس لئے کہ ان کے افعال میں سے کوئی ایسا فعل نہیں۔ جس کا مقصد جہت
اباحت اور منعیت یا عصمت سے جدا ہو جائے"۔
انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم نہ ہوں۔ تو دنیا میں ان کا غیر مقبول الشہادہ ہونا لازم
ئے گا اس لئے کہ عاصی فاسق ہوتا ہے۔ اور فاسق کی شہادت غیر مقبول ہے جیسا کہ سورۃ
حجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
جاءکم فاسق بنباء فتبینوا۔ (20)
اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے۔ تو اس کی تحقیق کیا کرو"
آیت کریمہ میں فاسق کی شہادت قبول کرنے میں تثبت اور توقف سے کام لینے کا حکم دیا
یا ہے۔ جبکہ رسول کے بارے میں یہ باطل ہے پس اگر اس دنیا میں ان کی شہادت قبول نہ
ہوگی۔ تو پھر باقی ادیان کے بارے میں قیامت تک آپ کی شہادت کیسے قبول کی جائے گی۔
طرح انبیائے علیہم السلام کی شہادت بروز قیامت بمقابلہ امم کیسے مقبول ہوگی۔ حالانکہ
قرآن کریم میں اس بات کی صاف تصریح آئی ہے۔ کہ ہر نبی قیامت کے دن اپنی امت پر
گواہی دے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام لوگوں پر گواہی دیں گے۔ جیسا کہ سورۃ
نساء میں ارشاد ہے۔
فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علٰی ھولاء شھیدا۔ (21)
"پھر کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کرکے لائیں
گے"
اگر بالفرض ان سے گناہ صادر ہو جائیں۔ تو صورت مفروضہ میں ان کا مستحق عذاب ہونا
لازم آتا ہے۔ جو ایک عاصی اور گنہگار کا حکم ہے۔
جیسا کہ سورۃ الجن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
"ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابدا" (22)
اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

جس میں وہ سدا رہے گا"۔
حالانکہ کوئی نبی کسی کے نزدیک بھی مستحق عذاب اور مستحق لعنت نہیں ہو سکتا۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ لہٰذا انبیاء کرامؑ سے صدور معصیت باطل ہے۔

5۔ احکام قرآنیہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر انبیا علیھم السلام سے گناہ صادر ہو جائیں۔ تو ان پر زجر کرنا واجب ہو گا۔ جبکہ انبیائے کرام کا کام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلانا اور اس کی نافرمانی سے روکنا ہے' پس اگر وہ خود اللہ تعالیٰ کے مطیع اور فرماں بردار نہ ہوں اور اطاعت نہ کر کے معصیت کے مرتکب ہوں گے۔ تو اس قول کے مصداق ہوں گے۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلاتعقلون۔ (23)

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو۔ اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ پھر کیوں نہیں سمجھتے"۔

اسی طرح صدور گناہ کی صورت میں وہ اس آیت کے مصداق ہوں گے۔

یایھا الذین آمنوالم تقولون مالاتفعلون○ کبر مقتا عنداللہ ان تقولوامالاتفعلون۔ (24)

"مسلمانو! تم ایسی بات کیوں کہہ بیٹھتے ہو۔ جو کرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ناپسندیدہ بات ہے۔ کہ کہو اس کو کرو نہیں۔

6۔ معصیت صدور ہمیشہ اتباع شیطان ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اگر نبی معصوم نہ ہو۔ تو اس کا متبع شیطان ہونا لازم آئے گا۔

کما قال اللہ تعالیٰ! ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین۔ (25)

"اور بلاشبہ شیطان نے لوگوں کے بارے میں جو رائے قائم کی تھی۔ اس کو صحیح پایا۔ کہ ایمان والوں کی ایک تھوڑی سی جماعت کے سوا سب شیطان کے پیچھے ہو لئے"۔

حالانکہ نبی کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ لوگ شیطان کے اتباع سے محفوظ رہیں۔ اس صورت میں غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔ اس لئے کہ آیت کریمہ بالا میں متبعین

ے مومنین کے ایک فریق کو مستثنیٰ قرار ا ہے۔ لہٰذا یہ فریق جو اتباع شیطان
اگر انبیائے علیہم السلام کا ہے۔ تو اس ... سوم ... ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر
ے سوا کوئی جماعت ہے۔ تو یہ کہنا پڑے گا۔ کہ مومنین کا ایک گروہ ایسا ہے۔
کرام سے بری ہے۔ مگر (نعوذ باللہ) انبیاء علیہم السلام اتباع شیطان سے بری نہیں۔
ہے کہ جو شخص اتباع شیطان سے بری ہوگا۔ وہ اس شخص سے یقیناً افضل ہوگا۔ جو
شیطان سے بری نہیں۔

سورۃ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے۔

کرمکم عند اللہ اتقکم۔ (26)

ک عزت دار تو اللہ کے نزدیک تم میں وہی ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے"۔

ر نبی کا نبی سے افضل ہونا بالاجماع باطل ہے۔ پس قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی
کہ وہ لوگ جنہوں نے ابلیس کی اتباع نہیں کی۔ وہی گروہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ اس
جو گناہ کا مرتکب ہوا۔ اس نے شیطان کی پیروی کی۔ پس یہ اس بات کی واضح دلیل
کہ انبیاء علیہم السلام کبھی بھی اور کسی لمحے بھی گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے۔

ق تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاء کرام کو بلا کسی تخصیص کے مصطفیٰ اور مجتبیٰ ہونا ذکر
ہے۔ یعنی یہ نبی منتخب اور برگزیدہ بندے ہیں۔ یہ کسی جگہ نہیں فرمایا۔ کہ فلاں امر اور
صفت میں یہ ہمارے برگزیدہ ہیں۔ یا فلاں وصف کے اعتبار سے یہ ہمارے منتخب بندے
جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ حضرات کسی خاص صفت اور کسی خاص فعل کے لحاظ
برگزیدہ نہیں۔ بلکہ تمام اقوال و افعال کے اعتبار سے منتخب اور برگزیدہ ہیں۔ جیسا کہ
"ص) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ہم عندنا لمن المصطفین الاخیار" (27)

بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے"۔

ہے کہ من کل الوجوہ خدا کا برگزیدہ اور پسندیدہ ہونا صدور معاصی کے بالکل منافی
باین ہے۔

نبیائے کرام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

م کانوا یسارعون فی الخیرات۔ (28)

"بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں"۔
مفسرین کے نزدیک آیت مذکورہ بالا میں "الخیرات" میں الف اور لام عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ پس اس لفظ "الخیرات" کے تحت وہ تمام کام داخل ہیں۔ جو کرنے کے لائق ہیں۔ اور ان تمام افعال کا ترک کرنا داخل ہے۔ جو کرنے کے لائق نہ تھے۔ اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام تمام طاعات کے کرنے والے اور تمام معاصی کے ترک کرنے والے تھے۔ (29)

عصمت انبیاء کے بارے میں فقہائے کرام کے آراء!

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فقہ اکبر میں اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے۔
الانبیاء کلھم منزھون من الصغائر و الکبائر۔ (30)
"انبیاء علیہم السلام سب کے سب صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں"۔
اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابوالمنتھٰی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔ "یعنی قبل النبوۃ وبعدھا" یعنی قبل از نبوت اور بعد از نبوت (تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں) (31)
ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں۔
"والانبیاء علیھم الصلواۃ والسلام کلھم منزھون عن الصغائر و الکبائر منزھون ای معصومون (عن الصغائر و الکبائر) ای جمیع المعاصی" (32)
یعنی انبیاء علیہم السلام سب کے سب صغیرہ و کبیرہ یعنی جملہ معاصی سے پاک و منزہ ہیں۔
اور چند سطر بعد لکھتے ہیں۔
"ثم ھذہ العصمۃ ثابتۃ للانبیاء قبل النبوۃ وبعدھا علی الاصح" (33)
"پھر تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے اس قسم کی عصمت قبل از نبوت اور بعد از نبوت ثابت ہے۔ اور یہی صحیح ترین قول ہے"۔
امام ابوالشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اہل السنة والجماعة ان الانبیاء صلوات اللہ علیہم السلام قبل کانوا نبیین معصومین واجب العصمة" (34)

سنت والجماعة کہتے ہیں کہ بے شک انبیاء علیہم السلام قبل از نبوت بھی معصوم ہیں۔ واجب العصمة ہیں"۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) عصمت انبیاء پر بحث کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

اختلف فی الصغائر التی لاتحط من مرتبتهم فذهبت المعتزله و كثير من غيرهم الى جوازها والمختار المنع لانا مامورون بالا قتداء بهم فی كل مايصدر منهم من قول او فعل فكيف يقع منهم ما لا ينبغی ويؤمر بالا قتداء فيه" (35)

اختلاف ان صغائر کے صادر ہونے میں ہے۔ جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ گھٹے۔ پس معتزلہ اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں نے اس کو جائز کہا۔ اور بہتر یہ ہے کہ صدور منع ہے۔ کیونکہ ان سے سرزد ہونے والے ہر قول و فعل کی پیروی کرنے پر مامور ہیں۔ پس ان سے نامناسب قول و فعل کیونکر واقع ہوگا۔ اور ایسے نامناسب امور میں ان کی پیروی کا حکم کیا جائے گا"۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

وقد استدل بعض الائمة علٰی عصمتهم من الصغائر بالمصير الٰی امتثال افعالهم وابتاع آثارهم وسيرهم مطلقا وجمهور الفقهاء علٰی ذلك من اصحاب مالك والشافعی وابی حنيفه" (36)

تحقیق بعض آئمہ نے انبیاء علیہم السلام کا صغائر سے پاک ہونے پر یہ دلیل پکڑی ہے۔ واسطے کہ ان کے افعال و طور طریقوں میں ان کی تابعداری لازم ہے۔ اور اس پر سب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متفق ہیں'۔

فرماتے ہیں۔ کہ اگر ہم ان سے صغائر جائز قرار دے دیں۔ تو ان کی اقتداء کسی کام میں نہ ہوگی۔

دوسری جگہ قاضی صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔

اختلف فی عصمتهم من المعاصی قبل النبوة فمنعنا قوم

وجوزها آخرون والصحیح ان شاء اللہ تنزیههم من کل عیب و
عصمتهم من کل ما یوجب الریب" (37)

"اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت قبل النبوۃ میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے جائز
کہا ہے۔ بعض نے ناجائز۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نبی ہر اس چیز سے معصوم ہوتے ہیں۔ جس میں
گناہ کا شائبہ ہو"۔

امام کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (861ھ) عصمت انبیاء کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرنے
کے بعد لکھتے ہیں۔

"والمختار لجمهور اهل السنة (العصمة) ای وجوب عصمتهم
(عنهما) ای عن الکبائر مطلقا" وعن الصغائر" (38)

امام عبدالقاہر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 429ھ) رقمطراز ہیں۔

"وقالوا بعصمة الانبیاء عن السهو وتاولوا ماروی عنهم من زلاتهم
علی انها کانت قبل النبوة خلاف قول من اجاز علیهم الصغائر" (39)

"اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سب گناہوں سے معصوم ہیں۔ اور جو ان کی
تاویل کرکے کہتے ہیں۔ کہ یہ قبل النبوۃ تھیں۔ اہل سنت ان لوگوں سے خلاف ہیں۔ جو
انبیاء علیہم السلام سے صغائر کے صدور کے قائل ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م
973ھ) عصمت انبیاء کے بارے میں علمائے اصول کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے
ہیں۔

"قال آئمة الاصول الانبیاء علیهم الصلوة والسلام کلهم معصومون
لایصدر عنهم ذنب ولو صغیرة سهوا" ولایجوز علیهم الخطاء فی
دین اللہ قطعا"" (40)

مولانا محمد فخر الدین (م 1199ھ) عصمت انبیاء کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"جمیع انبیاء علیہم السلام پاک اند از صغائر و کبائر و قبائح" (41)

"تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں"۔

شیخ محمد غزالی عصمت انبیاء پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

وقد قدر علماء المسلمین ان العصمة واجبة لرسل اللہ کافة

Scanned with CamScanner

بلیق ... تصدر عن احدھم کبیرۃ لاقبل البعثۃ ولابعدھا۔
... من احدھم صغیرۃ تخل بالمروۃ او تسقط الاعتبار" (۴۲)

... اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ اللہ کے جتنے رسول بھی آئے۔ قطعی طور پر وہ سب معصوم ... ان سے کوئی کبیرہ سرزد نہیں ہوا۔ یہ ان کے منصب کے منافی تھا۔ نبوت کے بعد ... سرزد ہوا۔ نہ نبوت سے پہلے۔ ان سے کوئی ایسا صغیرہ بھی سرزد نہیں ہوا۔ جس سے ان کی ... نسبت پر آنچ آتی ہو۔ یا ان کا اعتبار مجروح ہوتا ہو"۔

عصمت انبیاء کی حقیقت! حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م 1176ھ) ہادیان طریقت وبانیان ملت یعنی انبیاء علیھم السلام کی ضروری صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ جس دنیا میں نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ بر سر عام یہ ثابت کرے۔ کہ وہ نبوت کا رمز شناسا ہے۔ اور وہ جو تعلیم دے رہا ہے۔ اس میں غلطی اور گمراہی سے پاک ہے۔ اور اس سے بھی بری ہے۔ کہ اصلاحی کام کا کچھ حصہ لے لے اور کچھ ضروری حصہ ترک کر دے۔ جس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آپ سے سابق نبی کا راوی ہو۔ جس کے کمال و عصمت پر وہ متفق ہوں۔ اور یہ روایت اس قوم میں محفوظ ہو۔ تو اس طرح سے وہ نبی اپنی قوم کے معتقدات پر مواخذہ کر سکتا، ان پر حجت قائم اور انہیں لاجواب کر سکتا ہے، کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ان کے متفق علیہ نبی ہی کی طرف سے کہہ رہا ہے۔

بہرحال لوگوں کے لئے ایک معصوم اور متفق علیہ شخص کی ضرورت ہے۔ جو ان میں موجود ہو۔ یا جس کی روایت محفوظ ہو۔ اور انبیاء علیھم السلام کا خطا سے معصوم ہونا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ضروری علم و یقین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس کے سبب نبی سمجھتا ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے جو چیز پا رہا ہے۔ اور سمجھ رہا ہے۔ وہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔ اور اسے ایسا یقین ہوتا ہے۔ گویا کوئی حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اور دیکھتے وقت اپنی آنکھوں کو غلط بین نہیں سمجھ رہا ہے۔ یا نبی کا علم کسی ماہر زبان کے کسی لفظ سے متعین معنی کو سمجھنے سے مشابہ ہوتا ہے۔ مثلاً" ایک عرب کو کبھی یہ شک نہیں ہوگا۔ کہ لفظ "ماء" پانی کے لئے بنا ہے۔ "ارض" زمین کے لئے حالانکہ اس سلسلے میں نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوتی ہے۔ نہ لفظ و معنی میں کوئی عقلی لزوم ہی ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اسے یہ علم ضروری

حاصل ہوتا ہے۔ اور اکثر حقائق کے بارے میں نبی کو ایک فطری ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعے اسے ہمیشہ صحیح طریقے سے علم و جدانی حاصل ہوتا ہے۔ اور اسے اپنے وجدانی تجربے کی صداقت کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔

اور لوگوں کو اس کی عصمت کا یقین بنی کی عقلی اور خطابی دلیلوں سے ہوتا ہے کہ اس کی دعوت صحیح ارو اس کی سیرت ایسی صالح ہے جہاں کذب کا گذر نہیں اور کبھی اس کے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا بھی مشاہدہ انہیں معجزات اور اس کی دعاؤں کی مقبولیت سے ہو جاتا ہے یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ انہیں بنی کی عظیم دعوت کی عظمت کا احساس ہو جائے اور وہ یہ جان لیں کہ وہ ملا ئکہ سے رابطہ رکھنے والے نفوس قدسیہ میں سے ہے اور یہ کہ اس جیسا شخص اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں گھڑ سکتا اور نہ کوئی گناہ کر سکتا ہے پھر اس کے بعد کچھ باتوں سے اور اعتماد پیدا ہوتا ہے اور وہ انہیں اور قریب لے آتی ہیں اور نبی کو قوم کے لئے مال و اولاد اور پیاسے کے لئے پانی سے زیادہ عزیز بنا دیتی ہیں اور یہ سب باتیں وہ ہیں جن کے بغیر کوئی امت کسی نبی کے مخصوص رنگ میں نہیں رنگ سکتی" (43)

کوئی شخص اگر نبی کی موجودگی میں کوئی کام کرے اور نبی اس فعل پر سکوت کرے تو نبی کا یہ سکوت بالاجماع اس فعل کے جواز کی دلیل سمجھا جاتا ہے جسے اصطلاح محدثین میں تقریر رسول سے تعبیر کیا جاتا ہے پس بنائے استدلال یہ ہے کہ جب نبی کا سکوت ہی اس فعل کو معصیت سے خارج کر کے جواز اور اباحت کی حد میں داخل کر دیتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خود نبی کا فعل معصیت سے خارج نہ ہو (44) الحاصل انبیاء علیھم السلام سے معاصی کا صدور ان کے منصب کے منافی ہے کیونکہ جس کا خود اپنا دامن داغ دھبوں سے پاک نہ ہو وہ دوسروں کو کیا دکھا کر تلقین کر سکتا ہے کہ انہیں اپنے دامنوں کو اس طرح پاک رکھنا چاہئے حالانکہ نبوت کا کام انجام پا ہی نہیں سکتا۔ جب تک نبی اپنے پیروؤں کے سامنے اسلام کا اور احکام الٰہی کی اطاعت کا کامل نمونہ بھی پیش نہ کرتا رہے۔

حواشی

1۔ ابن منظور آفریقی (محمد بن مکرم م 711ھ) لسان العرب۔ مادہ عصمت

2۔ القران الکریم۔ 11: 43 ترجمہ احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

3۔ ایضاً"۔ 3: 103　4۔ ایضاً"۔ 5: 67

Scanned with CamScanner

مفتی محمد شفیع (1396ھ) معارف القرآن سورۃ البقرۃ آیت 36، سورۃ طٰہٰ آیت 121

الرازی محمد بن عمر (م 606ھ) عصمۃ الانبیاء المکتبۃ العلمیہ شیش محل روڈ لاہور ص

ایضاً ص 16

ایضاً ص 16

بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب السہو

بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت

القرآن الکریم 4:80 ترجمہ احمد سعید دہلوی

تفسیر الکبیر سورۃ النساء آیت 80

احکام القرآن سورۃ النساء باب وجوب طاعۃ الرسول [illegible]

القرآن الکریم 4:82 ترجمہ احمد علی لاہوری

بخاری کتاب الجہاد باب السمع والطاعۃ للامام

القرآن الکریم 4:64 ترجمہ احمد علی لاہوری

تفسیر الکبیر سورۃ النساء آیت 64

تفسیر القرطبی سورۃ البقرۃ آیت 35

ایضاً

القرآن الکریم ۔ 49:6 ترجمہ احمد علی لاہوری

ایضاً	41:4	22۔ ایضاً ۔	23:72
ایضاً	44:2	24۔ ایضاً ۔	3-2
ایضاً ۔	20:34	26۔ ایضاً ۔	13:49
ایضاً ۔	47:38	28۔ ایضاً ۔ 21:90	

الرازی (محمد بن عمر م 606 ھ) عصمۃ الانبیاء المکتبہ السلفیتہ شیش محل روڈ لاہور ص 20

شرح فقہ اکبر نورانی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور ۔ ص 33

ایضاً ۔

شرح فقہ اکبر قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ص 56

33- ایضاً

34- التمہید مخطوطہ 1702ء اسلامیہ کالج لائبریری پشاور عدد مسلسل 823 لوحہ 66

35- الخصائص الکبریٰ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ج 2 ص 256

36- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مطبعہ عثمانیہ 1312ھ 138

37- ایضاً ص 140

38- المسائرہ دائرۃ المعارف اسلامیہ آسیا آباد مکران - ص 206

39- کتاب الفرق بین الفرق مطبعۃ المعارف شارع الفجالہ مصر 1328ھ الباب الخامس الفصل الثالث ص 333

40- الیواقیت والجواہر مطبعہ عبدالحمید احمد حنفی بشارع المشہد الحسینی رقم 18 مصر 1369ھ ج 2 ص 2

41- نظام العقائد مطبوعہ استنبول 1976ء ص 26

42- عقیدہ المسلم دار القلم دمشق 1964ء ص 196

43- حجۃ اللہ البالغۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی 1953 - باب الحاجۃ الی ہداۃ السبیل و مقیمی الملل

44- معارف القرآن سورۃ البقرۃ آیت 37